رجسٹرڈ نمبر اے ۷۹۳

REGISTERD NO A 783



H. H. Khan Artist Lucknow

ضعیفی دور کرنے کی تدبیر

مع ۴۴ تصاویر

موت کو تو کوئی روک نہیں سکتا لیکن [illegible] نے ضعیفی دور کرنے کی ترکیب نکالی ہے [illegible] اعضا کو حرکت دیتا ہے [illegible]

[illegible]

قیمت صرف [illegible]

ملنے کا پتہ

سکو سنجارک کمپنی متھرا

نوجوانو

[illegible]

قوت باہ منطقی [illegible]

[illegible]

قیمت [illegible] علاوہ محصول

ملنے کا پتہ: **منیجر عظمت بک ڈپو لکھنؤ**

شرطیہ علاج اور دوا مفت

[illegible]

ملنے کا پتہ: **منیجر عین الشفا میڈیکل ہال لکھنؤ**

معزز خریدار اور میں

معزز خریدار۔ کیوں صاحب [illegible] کے قوام بھی اچھے ہوتے ہیں؟

میں۔ [illegible]

خ۔ [illegible]

م۔ [illegible]

خ۔ [illegible]

م۔ [illegible]

خ۔ [illegible]

م۔ [illegible]

خ۔ [illegible]

م۔ [illegible]

خ۔ [illegible]

مسز ارتضیٰ خاں تاجر تنباکو لکھنؤ

م۔ سارا کا پتہ۔ [illegible] لکھنؤ

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

اُردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں

چھپو!

یہ پُر از ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ سلسلہ شائع ہو رہا ہے اس کے صفحات بطور رسالہ علیحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں ابتدائے [illegible] سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں اُنھوں نے سلسلہ ساتھ کر لیا ہوگا لیکن سہ ماہی و ششماہی خریداران اودھ پنچ قصہ کی ابتدا سے ناواقف ہونگے یہ مرتب فائل اُنکے اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے۔

قیمت علاوہ محصول ڈاک [illegible]

المشتہر

منیجر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۵۱ نمبر ۱۷
مضامین غیب
پنجشنبہ ۲۷ مئی سنہ ۱۹۲۶ء

حضرت ولی دکنی از عدم آباد
بنام
مصنف کتاب شعر الہند

کنجی دانا تجارتی کا ایک نیا نمونہ شعر الہند کے نام سے کسی اعظم گڑھی مصنف نے حال ہی میں پیش کیا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ ماہر کامل سخن سنج حضرات کا دنیا میں طوطی بولتا تھا۔ عوام صرف انہی شخص کی بات پر کان دھرتے تھے جو اپنے فن میں کامل ہو گر وہ دن لد گئے اب تو یہ عالم ہے کہ ہر مفلس الدماغ برائے برتے پر مصنف سو جد صناع حاذق بن بیٹھا ہے خدا سلامت رکھے کشکول گدائی کو ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

کی فکر و زحمت سے آزاد کر دیتا ہے۔

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا دل کمال سے دسترخوان کے ریزے جو مِس نام و نمود کی شکم پُری کر دیتے ہیں اگرچہ ان ریزوں کے مجموعے سے کوئی خوش ذائقہ غذا مرتب نہیں ہو سکتی کیا معنے کہ آلو کے کباب۔ کھیر۔ فالودہ۔ شیرمال۔ کچوری مقورمہ مربّے۔ اچار۔ انڈے تربوز کی آمیزش اور طبع ثانی سے جو لطف زبان کو مل سکتا ہے وہ اہل ذوق سے پوشیدہ نہیں۔ عنوان بیان کی بدولت شعر الہند بھی ایک ایسی ہی کتاب معلوم ہوتی ہے جس کی ترتیب اپنے وجود میں سخن فہمی کی رہین منت نہیں۔ ایک دیوانی ہانڈی ہے جو کسی نوکار نے پکالی ہے۔ یہ تو معلوم نہیں کہ کس طرح مگر عدم آباد کی ڈاک گواہ عادل ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے حضرت ولی دکنی مرحوم اپنی قبر میں بے چین ہو گئے اگر افلاطون الٰہی کا یہ خیال صحیح ہے کہ اس دنیا کی ایک نقل عالم بالا پر بھی موجود ہے اور اس آئینہ میں عالم عنصری کا عکس پڑا رہتا ہے تو ممکن ہے کہ حضرت ولی دکنی کی نظر اعظم گڑھ کے دار المصنفین کی تمثال تک پہونچ گئی ہو۔ اور انھوں نے بیقرار ہو کے مندرجہ ذیل تحریر اسی عکس میں وہیں بیٹھے بیٹھے چپکا دی ہو۔ حضرت ولی کا خیال ہے کہ کتاب اہل فن کے نزدیک اگرچہ قابل التفات نہیں ہے لیکن آجکل ترتیب نصاب درس بے اہل لوگوں کے ہاتھ میں ہے کہیں ایسا نہو کہ شعر العجم کی چھوٹی بہن شعر الہند سمجھی جائے اور تعلیمی نصاب میں جگہ پاتے ہی بد مذاقی کی تعلیم دینے لگے۔ حضرت ولی نے اپنے زمانے کی اردو میں خط لکھا ہے۔ ہم متروک یا اجنبی الفاظ کی شرح جا بجا کر دی ہے (نیاز مندر فیع) ملاحظہ ہو۔

حقیقت سوں تری مدت سیتی واقف ہوں اے زاہد
عبث ہم پیشہ منعزوں سوں نہ کر اظہار خامی کا
اے کہ تجھ دماغ بھیر روشنائی نہیں۔ فقیر ان الرحمان

اطلاع نامہ بنام وارثان بنسبت تعین تاریخ سماعت درخواست دیوالہ

بعدالت سب جج صاحب بہادر اول مقام بہرائچ
درخواست دیوالیہ نمبر ۴ سنہ ۱۹۲۶ء

بمقدمہ قرار دیے جانے دیوالیہ مسمی ... ساکن ... ضلع بہرائچ۔

بنام ... ضلع بہرائچ۔

ہرگاہ مسمی ... نے عدالت ہذا میں ذریعہ عرضی مورخہ ... اپریل سنہ ۱۹۲۶ء درخواست کی ہے کہ وہ حسب منشاء ایکٹ دیوالیہ نمبر ۴ سنہ ۱۹۲۰ء دیوالیہ قرار دیا جاوے اور تمہارا نام فہرست وارثان میں جو بیان مذکور کے ساتھ شامل کی ہے پایا جاتا ہے لہٰذا تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ عدالت نے تاریخ ... ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء واسطے سماعت درخواست مذکور بمقصد اور تحقیقات بیان مدیون کے مقرر کی ہے۔ اگر تم کو اس معاملہ میں پیروی کرنا چاہتے ہو تو اصالتاً یا بذریعہ وکیل بوقت حاضری مذکور حاضر عدالت ہو ورنہ معاملہ بلا حاضری تمہاری سماعت کر دیا جاوے گا۔ تفصیل قرضہ جو درخواست مذکور میں تمہارا واجبی بیان کی گئی ہے حسب ذیل ہے۔ مبلغ ... ۔

آج بتاریخ ... ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت دستخط حاکم بخط انگریزی

وقت حاضری دفتر ۱۰ بجے سے چار بجے شام تک۔

اور پھر بھی مشق سخن کرے ہے۔ مجھ او پر گھمنڈ و غرور کا بہتان ناروا ہے۔ یو تو مجھ سے مجھ کی آخر دم تک دنگ ادیں تخمیر نہیں کیا۔ جگ سنے دنیا میں یا عجب مجھ زبان کوں دے اگر کسو نے سنا ہووے تو اس کا اپنا کلام پیش کرے جگ سوں انصاف تھا نہیں بیجا فخر و غرور بندے کے تئیں کدھیں دیکھیا نہیں سلیقہ دیکھو تو یو ہے کہ مجھ زمانے سوں دیں بلکہ عام کا رواج کم تھا اہل عالم فارسی سوں مشق سخن کیتے تھے ذکر کرتے تھے اس کیچ پڑیاں کہ سخن تو اس کا سخن پرسخن گرتے کا بچپن سن کے دریا بھیتر سوں ہو جا نکلیاں جیوں بلبل شیراز نے فارسیاں فارسیاں کی غزل گوئی سوں جان ڈالی تیوں کر مجھ شاعری نے اردو میں غزل کی نیا ڈالی مجھ سوں بیشتر کدھوں کدھار ایک آدھ شعر کوئی کوئی کیتا رکھتا پر اسکو لوگ بگنتھاں پر نچا نہیں پر جب مجھ غزلاں کوں قوالاں محفل بیچ گئے لاگے تو سب معلوم ہے کہ مجھ سار دمیری طرح کا شاعر اردو میں کوئی نہیں۔ یو سخن کا فیض ہو خداوندی انعام ہے۔ اسے شخص کیا دستار دکھائی نہیں کہ بجز شاعر بیجز تغیرہ۔ بیشتر جو میں تعلی کیا ہوں یو غرور نہیں مثلاً ع

یو شعر سخن دل سوں ولی خطرۂ گھر کا دور کر
میرا سخن جن کوا چھے ان کو گہر سوں کام کیا

یا یوں کرسے ولی اس بیچ کا گلشن گل معنی سوں ہوئے روشن
جو کوئی دل سوں کرے سکن میرے اشعار رنگیں کا

یا اس طرح ع

شہرت ہوئی ہے جب سوں ترے شعر کی ولی
مشتاق تجھ سخن کا عرب و عجم ہوا

یا یوں کرے ع

البتہ وصف تیرے دہن کا ہر سخن میں
جو شعر میں ولی سا صاحب کمال ہوگا

یا یوں کرے ع

ہیں شعر تیرا اے ولی مشہور ہے آفاق میں
مشہور ہے جیوں کر سخن اس بلبل تبریز کا

یا یوں کرے ع

شعراں جو رنگیلے جاں ولی سے لا کھاں آفریں
جب لی تیری مدح میں گوہر فشانی کرے

یہ تمام اشعار سخن گستری ہیں۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ہم کو شخص متعلق شیں میں جب شاعری آغاز کیا ہے تب مجھ استاد شیلی جگ مشہور و موجود تھا۔

جو بولی آج تک سب بولی جاتی ہے اوس سے بندہ واقف نہیں یو جو بولی عقلاں کوں سمائی نہیں۔ مجھ زمانے سوں میں ہا ہر کمال کوئی کم نہیں انتہا ہے تھا مجھ انصار سوں ہر کوئی استاد کامل ہے۔ اگر یہ جاہے بزرگان کے سخن اور پر حرف گیری کا حق رکھ سکے ہے جاں سارا کا عالم ہو نہیں یو سخن دائرہ فہم سے باہر ہو اس اور پر حرف زنی بیجا ہے میاں یو شکایت کرا اردو پنچ سوں تھی ہوں کہ کتاب شعر الہند کوں اس کی عبارتاں نیچوں سے دیکھیا اس اوپر ایک شائستہ مضمون لکھے تا ایدھر کی قدح بیجا پر یوں کر عبارت کرائی مذکرے۔ افسوس مجھ سخن کے جوہر کے پرکھاں اب اس دنیا سوں موجود نہیں جب میں کہوں تھا ع

جو میں پیارے سخن کر اٹھے شعر میرا ہے آپ سوں تر ل
عرش حاسد کے جب پڑے یو شعر
راکھ ہو جاوے رشک سوں جل بل

اب یو زمانہ تو مجھ عہد جدید ہے قیاس اس عہد کا اس عہد پر انصاف سوں بعید ہے۔ بول بدل گیا طرز بدل گیا کوئی اس



ہنود کے کارن گلے نہیں مل سکتے پھر بھی یہ کانگریس کی پارٹیاں مل رہی ہیں خدا راس لائے۔

آپ بالکل غلطی پر ہیں

[illegible]

سراج عالم [illegible] ہندوستانی [illegible] کو سلام کرتے [illegible] غلطی پر [illegible] رحلت [illegible] غزل [illegible] وقت [illegible]

[illegible]

شاعری جزویست از پیغمبری

[illegible]

[illegible] المشتہر [illegible] لکھنؤ

سارے کا بھی موجود نہیں خوغرور ہو رشاعرانہ غلطی میں اشعار ذکر سکے ہے

مارا ہے وہ ظالم نے حماقت کے خنجر سوں
اس جگ میں مراد او دلاکون سکے گا

والسلام راقم ولی دکنی

اس تحریر پرتنویر کے مطالعہ کے بعد مضمون نگار کا فرض ہے کہ مرحوم کی تعمیل فرمائش و امتثال امر میں کوتاہی نہ کرے اور جو خرابیاں اس بیہودہ کتاب میں موجود ہیں اُن پر قلم اٹھائے واللہ عجب زمانہ ہے وہ لوگ "شعرا ہند" لکھنے بیٹھے جو نہ زبان اُردو کے ماہر ہیں نہ اُردو شاعری کے

باقی آئندہ

واقف —

رنیع

—٠—

خیالی محفل

نمبر ۳

بہی خواہ ہے

ہم انکا چکھے ہیں بہت گرم و سرد عشق
اُنکو فریب دو کہ جو ناکردہ کار ہو

اجی حضرت اب آپ سے وہ مسئلہ چھیڑا ہے جس میں لارڈ ریڈنگ کی حکومت نے منہ کی کھائی ہے۔ جواب دیتے نہ بن پڑی اور جواب دیا بھی تو ایسا جس میں پھنسا ہوا کہ منطق کی پھونک سے نہیں سکتا۔ برار سے متعلق حکومت نظام نے جو بیان شائع کیا ہے اسکے دلائل جب لارڈ ریڈنگ صاحب کے اُٹھائے باطل نہ ہو سکے تو انھوں نے منہ چڑھا دیا۔ یہ منہ چڑھانا یہی ہوا کہ تمہارا اور شاہ انگلستان کا کوئی مقابلہ نہیں۔ بادشاہ انگلستان تو پھر انسان ہیں حقوق کا دعوےٰ اگر خدائی ملک سے متعلق ہو تو خدا بھی مدعا علیہ کے خانے میں داخل انصاف کے نزدیک آسکتا ہے مثلاً فرض کیجیے کہ ایک ایسی جائداد جو خدا کی راہ میں دے کے وقف کردی گئی ہو کسی شخص کے واجبی حق کو ادا نہ کرے تو اسپر دعویٰ ہو سکتا ہے۔ وقف ہوتا ہے بیٹے۔ لہذا اللہ میاں بار صفیک تمام دُنیا کے مالک حقیقی ہیں فریق مقدمہ بنائے جائیں گے۔ چاہے سمن اُنپر تعمیل نہ ہو سکے اور کچہری کی دوڑ دھوپ کی مصیبت متولی صاحب کو اُٹھانی پڑے مقام انصاف وعدل میں اللہ میاں نے اپنی ذات پر بھی اپنے مخلوق کے مقابلے میں کچھ پابندیاں عائد کرلی ہیں۔ کہتے ہیں جو میرا عاشق ہے میں اُسکا عاشق ہوں جس کا عشق مجھے ہوتا ہے اُسے میں قتل کرتا ہوں اُسکا خوں بہا میرے ذمے ہے۔ یہ خوں بہا میری ذات ہے یعنے خدا کے حکم سے خدا کی راہ میں جو لوگ اپنی جان گنواتے ہیں انصاف کا مقتضیٰ یہی ہے کہ اُنھیں عوض ملے۔ لہذا اللہ میاں کو یہ اعلان کرنا پڑا۔ ریڈنگ صاحب کی یہ منطق نرالی ہے کہ تملکات و مقبوضات کی بحث میں انصاف و عدالت نے کوئی فرق و امتیاز رکھا ہے۔

لارڈ ریڈنگ کے یہ انکاری دلائل اگر صحیح ہیں تو پھر ایسی لاکھوں دلیلیں اور بھی ہیں اُنھیں بھی صحیح تسلیم کرنا چاہیے۔ مثلاً:-

پہ کہ میں وائسرائے ہوں اسلیے برار کا ملک نظام دکن کو نہیں مل سکتا۔ میرا کارُعب بڑا ہے لہذا برار کا پٹا حکومت ہند ہی کے حق میں ہونا چاہیے۔ میرے گال پچکے ہیں جس شخص کے گال پچکے ہوں اُسکے مقابلے میں پھولے پھولے گالوں والے کا دعویٰ قابلِ سماعت نہیں۔ میرا قد بیکس کا لگتا ہے لہذا برار کی حکومت کا لگا برطانیہ کے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ میں زیبا نہیں۔ میرے منہ پر داڑھی مونچھ کی جھاڑی جھنڈی نہیں میدان سادہ لوح کے دل کی طرح بالکل صاف ہے اسلیے کسی مونچھوں والے کو حق نہیں کہ مجھ سے بحث کرے۔ میں بیڈیوں کے ساتھ اچھی طرح

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۵۱ سنہ ۱۹۲۶ء

بعدالت مالیجناب مولوی سید خورشید حسین صاحب بہادر جج ماتحت بہرائچ مقام بہرائچ۔

جگناتھ پرشاد ولد شیودین برہمن ساکن قصبہ [illegible] مدعی

بنام

قاضی محی الدین۔ . . . .

بنام قاضی محی الدین ولد قاضی محمد عابد علی قوم شیخ ساکن [illegible] محلہ [illegible] مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ ۲۰ ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء وقت ۱۰ بجے دن اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امورات متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جوابدہی دعویٰ مدعی مذکور کی کرو اور ہرگاہ وہی تاریخ جو تمہارے احضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز اُن کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا

آج بتاریخ ۳۰ ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء ہمارے دستخط اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا

اطلاع

۱- اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تمہارے گواہ اپنی خوشی سے حاضر نہ ہوں گے تو تم عدالت ہذا سے سمن [illegible] جاری کرا سکتے ہو کہ جو گواہ حاضر ہو وہ جبراً حاضر کرایا جائے اور [illegible] کسی گواہ سے [illegible] تم استحقاق رکھتے ہو وہ اس سے پیش کرائی جائے [illegible] بشرطیکہ تم [illegible] ضروری ہو عدالت میں [illegible] درخواست گزرانو۔

۲- اگر تم مطالبہ مدعی کو تسلیم کرتے ہو تو تم کو لازم ہے کہ روپیہ مع خرچہ نالش عدالت میں داخل کرو [illegible] اور تمہاری ذات [illegible] ہو کر نافذ کیا جائے۔

وقت حاضری [illegible] دس بجے سے ۳ بجے تک۔

اطلاعنامہ بنام دائنان نسبت تعین تاریخ سماعت درخواست دیوالیہ

بعدالت سب جج صاحب بہادر اول بہرائچ مقام بہرائچ

درخواست دیوالہ نمبر ۱۹ سنہ ۱۹۲۶ء

بمقدمہ قرار دیے جانے دیوالیہ مسمی جگناتھ ولد [illegible] ساکن موضع [illegible] لال پرگنہ و تحصیل بہرائچ۔

بنام آدم پال سنگھ چھتری۔ [illegible] سنگھ ٹھاکر [illegible] بہرائچ۔ کورٹ آف وارڈس ریاست پیاگپور۔ [illegible] پرشاد۔ [illegible]

ہرگاہ مسمی جگناتھ نے عدالت ہذا میں بذریعہ درخواست مورخہ ۱۰ ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء درخواست کی ہے کہ وہ حسب منشاء ایکٹ دیوالہ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء دیوالیہ قرار دیا جاوے اور تمہارا نام فہرست دائنان میں جو میں مذکور نے داخل کی ہے پایا جاتا ہے لہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عدالت نے تاریخ ۲۰ ماہ مئی سنہ ۱۹۲۶ء واسطے سماعت درخواست مذکور بصدر اور لینے بیان مدیون کے مقرر کی ہے۔ اگر تم کو اس معاملہ میں پیروی کرنا چاہتے ہو تو اصالتاً یا بذریعہ وکیل جو حال مقدمہ سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو حاضر ہو۔ تفصیل قرضہ جو درخواست مذکور میں تمہارا قرضہ بیان کیا گیا ہے حسب ذیل ہے:- مبلغ [illegible]

آج بتاریخ ۱۹ ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم ضلع انگریزی

وقت حاضری بر فریقین دس بجے سے ۴ بجے شام تک

نوٹ:- بہ چندہ جو دیمبر ۲ تاریخ کے ساتھ جاتے ہیں ۶ مئی کے ۱۰ مئی کو شامل ہو۔ منیجر

ناچ سکتا ہوں ہوا کی اٹکھیلیاں پیڑھی میں نہیں۔ بس ناچنے والوں کے واسطے " انجمن " وقت رہ جاتا ہے۔ ہر تماش خوب کھیلتا ہوں بازی اکثر میرے ہاتھ رہتی ہے۔ اس پہلے برادر کی بازی ہار کے پر بھی یہ ہی جیتا۔ کیوں نہ جیتوں ؟ کیا مجھے زبردستی مقابل کے ہاتھ سے اچھے اچھے پتے چھین لینے کی قوت نہیں ہے۔ جو صاحب قوت ہے وہ بادشاہ ہے "

اگر دلائل کا یہی حال ہے تو پھر دوسری کیوں ہے ؟ کہ ہماری حکومت ایک آئینی حکومت ہے۔ ہم انصاف کو سب باتوں پر مقدم رکھتے ہیں۔ ہمارا تاریخی انصاف " زمین کی میخ ہے جا نکلی بیچ " سکے۔ دیکھیے آپ دھوکا دیتے ہیں ؟ حضور نظام جب اپنے ملک کے فائدہ اور اس کے علاقے ضبط کر رہے ہیں تو برادروں کو ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے ؟ وہ کیوں انکی ماتحتی پسند کریں گے "

بہی خواہ نہ پسند کرنے کا حال تو جب کھلے کہ نظام گورنمنٹ بھی اسی طرح اپنے امور میں آزاد ہو جیسی کہ برٹش حکومت ہے۔ بھلا اگر برٹش اپنی حکومت کے متعلق بھی کبھی ہندوستانیوں سے مشورہ لیا کیا تھا ؟ جو آج برادروں سے یہ پوچھتے ہیں کہ تم کو نظام کی حکومت منظور ہے یا نہیں یہ سوال اگر ہوائی جہاز مشین گن اور زبان تیغ کے ذریعہ سے نہ کیا جاتا تو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ لبرل فرقہ بھی جو آج مرغ دست پرورد بنا ہوا ہے کے لالچ میں مگن ہے اور سرکاری صفت دغا بازی سے فائدہ اٹھا رہا ہے طوطے کی طرح آنکھیں پھیر کے جواب دے گا " ہم باز آئے " ۔

جفائیں دیکھ لیاں بے وفائیاں دیکھیں
بھلا ہوا کہ تری سب برائیاں دیکھیں

بس آپ کی مہربانی کافی ہے انٹلکچوئل اکسٹریمسٹ گروہ کا توڑ کرنا بھی بے فائدہ ہے۔

سنتے ہیں کہ اسی قسم کا سوال مصر میں خود بخود پیدا ہو گیا تھا اسکا جواب برٹش گورنمنٹ کو بڑی طرح دینا پڑا۔ وہاں عرب کے دعوے ماننے پر [illegible] کچھ [illegible] دیا تھا جس کا عمل [illegible] جواب

زمین پر دیتے تو بن پڑی واسطہ نظام سے دیا گیا۔ ہندوستانی مصری عراقی عربی سوڈانی وغیرہ وغیرہ ہیں۔ معلوم اگر برٹش بھی اپنی قوم کی طرز حکومت سے نالاں ہیں چھبیس چھبیس لاکھ آدمیوں اور دوسری قوم کا اشتراک کرنا طرز سیاست کی رہنمائی کی دلیل ہے ؟ خیر فرضی تو جواب کی واقفیت پر ہم بھی صاد کرتے۔ غرغر کی حکایت یوں ہے کہ ایک زمیندار صاحب نے اپنے گاؤں [illegible] ریوڑ کا گلہ چرانے کے سپرد کیا ہوا تھا اتفاق کہ پہاڑ میں شیر آگر ہو گیا روز کا واجب مقرر کر دیا۔ ہنگامہ چوکی اور جانور روانہ ہے چرواہا مالک کو جب اطلاع دیتا تو بیچارے کو صلواتیں سننا پڑتیں :۔

" ارے ہم تو ہے پناہ ہیں ترنی کا ہے ؟ کہ شیر سارے سے ہانکا دوں، نام ناہیں لیت ہے ؟ سب سے تو کہہ دیا کہ ٹھاکر بھی (روتا) پہلے آوت ہیں سڈ ترنڈ دے ہیں [illegible] ایسی پیام رہ گیا تو چرواہے کو بھی دل لگی اس نے کہا کہ ٹھاکر بار بار کہنے کا شیر یقین نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ ہم یا تم دہان، [illegible] ٹھاکر کرتے کہو جو کچھ کہنا ہو خود ہم سے کہیں۔ ٹھاکر لٹھ باندھ کے چراگاہ پہونچے پھر پر ادھر ادھر ٹہلتے اور گائیں چراتے رہے کا تے میں دھڑدو کا مارے کے شیر صاحب وارد ہوئے دم دبا کر بھگا آنکھیں نکال جبڑے ہلا کے جو غوں سے غرغر کی تو ٹھاکر کے حواس اڑ چھو ہو گئے لگے بغلیں جھانکنے۔ فرمایا " [illegible] نہیں کہنا کہ گھبرانا غرغر کرت ہے۔ سے بہت غرغر کرو جتنا جو من چاہے تو من بھرا کے جاؤ۔ غرغر کرنے کا [illegible] ہمرے تیر پاس ناہیں ہے۔

الغرض غرغر کے ذریعہ سے یہ سوال کیے اس قسم کا جواب حاصل کرنا کسی دعوے کی دلیل میں پیش کرنا انصاف سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ انصاف کرنا فریقین کا فرض نہیں ہے۔ فریقین مصالحت کر سکتے ہیں۔ انصاف کے لیے شخص ثالث بے لوث بے غرض عاقل عادل کی ضرورت ہے مطالبہ اگر دوسرے کسی کے ساتھ کیا [illegible] تو کسی کی صورت

پہ نہیں بھی۔ سرکار نظام نے معقول دلائل پیش کیے ہیں ان کا معقول جواب ملنا چاہیے۔ ایسا غیر منطقی منصف جیسا لارڈ ریڈنگ تھا دنیا میں مشکل سے دستیاب ہوگا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اعلیٰ حضرت فرمانروا ان تمام معاہدات کے معتد ترجمے شائع کریں جو آج تک نہایت حفاظت سے رکھے گئے ہیں جس طرح کہ نو ہیرا لارڈ ریڈنگ کی تجوری میں۔ ان معاہدات کو خود ہر شخص دیکھے اور فیصلہ کرے کہ عدل و انصاف کا خون کیا ہے۔

ریاستوں کے واسطے بہت ضروری ہے [illegible] انہیں یہ بھی فکر لازم ہے کہ اپنی انجمن کا اجلاس دہلی کی جگہ لندن میں کرتے رہیں۔ گورنمنٹ آف انڈیا جو برتاؤ ان کے ساتھ کرے فوراً اسکی اشاعت کر دی جائے یہ نہو کہ معاملہ ضعیف سمجھ کے اسکی طرف سے پیٹھ موڑ لیں اور جب وہ سنگین صورت اختیار کرے تو چپ چپاتے کنارہ کش ہو جائیں۔ حکومت ہند اور ریذیڈنٹ صاحب کے برتاؤ برابر شائع ہوتے رہیں تاکہ ہر ایک برتاؤ نظیر نہ بننے پائے۔ لندن میں جو انجمن قائم کی جائے اس میں عالی خیال بلند حوصلہ محب ہند انگریزوں کو شرکت کا موقع دیا جائے یہ انجمن حکومت ہند کے اثرات [illegible] ہو۔ انکے قبضہ میں [illegible] ہوں۔

صنیفہ راز نے جو ضرر ہندوستانی ریاستوں کو پہنچایا ہے اس کا دفاع بجز اس تدبیر کے دوسری تدبیر سے ممکن نہیں اگر ریاستوں نے خود قلم ہاتھ میں لے لیا تو وہ ان مفسد اخبار نویسوں کے پنجہ ستم سے بھی بچ جائیں گی جو باوجود ہم وطن ہندوستانی ہونے کے ہمیشہ ریاستوں سے بالجبر استفادہ کی توقع رکھتے ہیں [illegible] اس وقت ہندو کا [illegible] اخبار [illegible] کھا رہے ہیں کبھی زندگی بازی کے افسانے لکھتے ہیں کبھی فضول خرچی کی [illegible] پھر ہندو رئیس پر مسلمان صید الکذب اخبار نویس کا قلم نہایت فراخ دلی کے ساتھ رواں ہوتا ہے مسلمان رئیس پر جناب پنڈت جی [illegible] صاحب دل کھول کے وار کرتے ہیں۔ [illegible] میں گھونگھنیاں بھرے بیٹھی ہیں



م: ہم لیں گے سوراج! اور تبلیغ کے ذریعہ سے لیں گے!! مندر اجاڑ کے لیں گے!!!

ہ: ہم لیں گے! ہمارے جوتے تم لے سکتے ہو؟ شدھی اور سنگھٹن کے برتے پر لیں گے!! ڈھول بجا کے لینگے!!!

جان بل: یہی صورتیں تو سوراج لینے کی ہیں؟ بڑے آئے وہاں سے لینے والے! ہٹو۔ خبردار جو ہمارے کہے بغیر اب لڑے۔

نہیں مجرم ہیں تب بھی السکوت کا الاقرار سے یار لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ابھی یہیں تک گفتگو پہونچی تھی کہ مسٹر انگلو انڈین کو تھا آ گیا غریب بھی خواہ مخواہ پل پڑے۔

ائیں ائیں۔ یہ کیا کرتا۔ جانے نہ دیتا۔ ہی صاحب پھر تو۔ اس کی تی کرو رہے۔ جناب سکھ صاحب جانتے ہیں گو اپنے اشتعال کے جز کر گئے۔ موقع بھی نازک تھا بحیثیت ہندوستانی کے ہی خواہ کا ساتھ دینا ضروری بحیثیت صاحب غرض ہونے کے صاحب بہادر کی ہاں میں ہاں ملانی لازمی۔ آپ جانتے مہا شہر کی خلاقی نے مہاراجہ اندور کے ساتھ جو سلوک کیا وہ مخفی نہیں حضرت دلی والے سیکڑوں برس پہلے کہ گئے ہیں سے

بوجھے ضرر کون جو نفع تمہیں کو بوجھے ضرر
اس عاشق متاثر کون نفع و ضرر سوں کام کیا

مہاراجہ نابھا کے ساتھ کیا سلوک کیا سے

اس خطا پر مجھے مارا کہ خطاوار نہ تھا

اب خیر پور کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے بس تیل کا تیل۔ چینے کی کسر ہے سو دیگر ریاستیں بھی مہاشہ کی خلاقی پر غور کر رہی ہیں بندہ مضمون نگار بھی لا آج بے لاگ ہے۔ لہذا وہم کا طلسم برہم کرنے اور حقیقت کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہوا سے

کھول کر آنکھ زمانہ دیکھ تماشا کیا ہے
وہم ہے یا کہ حقیقت ہے یہ دنیا کیا ہے

وا
وحید
بقلم
ملک جیتے تو کیا

مولانا پنچ کی نوٹ بک

وہ دیرینہ خادم

کون دکٹوریا اجہانی اور دیگر اکا ملکستان کے بت ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں بلا بہ اموجود ہیں مگر یہ سوال کہ قلم تلوار کی حکومت پسند کرو گے یا قلم کی اور کسی تصویر سنگین نے نہیں کیا ہاں اس لاٹر میں ایک دھتا سیٹھ تھے جن کی تصویر

بر زبان بے زبانی لاہور کے شارع عام پر بکتی یہ سوال زبر اتی رہتی تھی۔ معلوم نہیں کہ فقرہ مذکورہ ولایت سے تصنیف ہو کر آیا تھا یا یہیں گڑھا گیا تھا مگر تھا فقرہ بیڈھب اگر یہ ایک ضروری سوال تھا تو اسے ایک بت پر کندہ کرنے کے عوض ولایت سے آنے والے حکام کی پیشانیوں پر بلا کندہ کرنا زیادہ مناسب تھا تاکہ اس کی تجدید ہوتی رہتی ایک بت تو سرے کھیلتا ہے نہ منہ سے بولتا ہے۔ بہرحال جب قومیت کے بازار میں ڈھائی گھڑی کی آچاپٹ ہوئی تو پنجابیوں نے اس ستی کے شیر پر حملے کرنے شروع کیے سچ کے قلم اس کے خلاف اٹھے اور کسی بید سے پیچھے رستم نے تلوار پر چوٹ بھی کی کئی مقتدر پنجابی جیل بھیجے گئے پولیس کا پہرا کھڑا کرنا پڑا ایک اودھم مچ گیا۔ اب فقرہ اس طرح بدل دیا گیا ہے کہ میں نے قلم اور تلوار سے تمہاری خدمت کی ہے

اس دیرینہ خادم کے خدمات واقعی آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ مگر یہ دیکھنا باقی ہے کہ اہل پنجاب ان خدمات کو اب بھی قبول کرتے ہیں یا نہیں کیا معنی کہ تصویر کے بانکپن میں کوئی تبدل نہیں ہوا۔ وہی تیکھی چتونی ہے وہی آلات خدمت ہیں سے

اے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

ہندوستانی ریاستوں کے تیل کا ادھمت سے بگڑا ہوا ہے چنانچہ سندھ کی مشہور ریاست خیرپور میں بھی شر نے کچھ ایسے ہاتھ پاؤں پھیلائے ہیں کہ رئیس کے جانے کچھ بن نہیں پڑتی۔ نوابوں کا زور شور کوئی کہتا ہے نادر لالچی کی طبیعت کی طرح ڈانواڈول ہے کوئی کہتا ہے مٹی کے تیل کا سارا کھیل ہے۔ باقی سب بھول ہے۔ میر صاحب گنجہ کے بہروپ نے اکلوسوخت کرایا ہے بازی ابتر ہوا چاہتی ہے در سرخ و سفید سرے سے نادر ہے۔ شمشیر حریف کے کے پنگ میں سے لو جو نکلنے کی امید نہیں ابی اقبال کے حکم کا آفتاب۔ ہاتھ آتے ہی دن کرہنا ہی کی سرخط

آئے لگی ہے کوئی دم میں تکو تکو غل فضیحت چھکو اور صفو کا سامنا ہوگا۔ بد قماشی کی غلامی برات نکال چکی غرض جتنے منہ اتنی باتیں دیکھو ریاست مقبول اتنے نہ آئینہ ور وزیر کی بدولت میر صاحب غلام بنے بیچ ہے ذریر دست کی شب حلال تو ہوتی ہی ہے تفصیل اجمال یہ ہے کہ میر کے قابو میں وزیر تھا۔ اور وہ ہوتا ہی کیوں نالی کے واسطے آئینہ اور کسی ریاست کے حق میں گورنمنٹ کا آدھ وہ وزیر چپل خوری کے سوا اور کونسی خدمت ادا کر سکتا ہے میر نے کہا تھا ۱۴ اپریل کو عید منائی جائے انہے ۱۵ اپریل کو عید منانے کا حکم دیا۔ میر صاحب نے دستار اور معاملات طلب کیے وزیر نے دور سے ٹھینگا دکھایا کہ دیا کاغذ ڈھونڈے سے مجھے ملتے نہیں۔ اگر سندھ آبزدہ کا یہ الزام صحیح ہے اور کاغذ کا کاغذ خورد گا اور قصاب برد کا معاملہ ہے تو وزیر کے نمک حلال ہونے میں کون بے وقوف شبہ کر سکتا ہے سے

جن کو سمجھے تھے مسیحا وہ بلا کو نکلے

اب کاغذی دستہ لال کا کھوٹا بھی نہ رہا خدا جانے کس بت کا پھر وا کس بل کو دے گا۔ جب فسانہ عجائب والے جان عالم نے وزیر کے چکیے میں آ کے پیکر حیوانی اختیار کیا تو زوجہ ثانیہ کی حکمت عملی نے طوطا بنا کے وزیر کے پھندے سے میر کو نجات دلوائی تھی کیا باقبال نئے عمل سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا۔ اب سنتے ہیں کہ کمیشن مقرر ہوگا۔ آپ جانتے ہیں چیچک کی لی ہوئی آنکھ اور کمیشن کے دام میں آئی ہوئی ریاست برابر ہے۔

ہماری رائے ہے کہ اب میر صاحب بھی وہی چال چلیں جو اندور والے عاشق مزاج نے اختیار کی یہ رنگ ایسی حالت میں ضرور کچھ نظر آئیگا جب کہ استاد کی ہونگ بھکڑی باقی نہیں ہے ممکن ہے کہ رنتار ہیں:۔

خدا تجھے برانگیز دکہ وزیر باشد
کہنے کا موقع مل جائے۔

غضب خدا کا اتنی بڑی ریاست میں قابل اور معاملہ فہم افراد کا ایسا قحط ہے کہ وزیر تے آن بن

ہوتے ہی ختم ہوگیا اب کوئی معاملات کا منبع انشاءاللہ نظر نہیں آتا۔

بعض راویوں کا خیال ہے کہ پیر صاحب جس قدم رکھ بیٹھے گا انکے اختیارات سلب ہوتے ہی سندھ کے ریگستان سے بجلی کے چشمے ابلنے لگیں گے۔ سندھ دوسرا موصل ہوگا۔

نازش برمحل

آپس کی جوتی پیزار کے مذہبی فوائد سے ہندؤں اور مسلمانوں کے پنڈت اور مولانا واقف ہونگے۔ سیاسی منفعت پولیٹکل لیڈر بیان کرینگے۔ طرف ضیعت کی پاسداری کا حق کانگریس اخبار کے ایڈیٹر ادا فرمائینگے۔ اگر ہمیں کچھ اس سے دلچسپی ہوتی تو جب سے کشتی کا بلونی شروع ہوا تھا اسیوقت سے اپنے قلم کا میل صاف کرنے لگتے گر جو بات ہمارے دلچسپی کی ہے وہ ان لڑاکوں کا بانکپن ہے۔

ہندو: باسے رام ہم زیادہ پٹے ہیں۔

مسلمان: سور ما! اے ماشاء ہم تو کہیں کے نہ رہے۔

ہندو: ارے رے۔

مسلمان: اُف مٹھی۔

لالہ مری چرن اور شیخ بیت اللہ دونوں کے واسطے یہ اظہار جلادت باعث عزت نہیں ہے اگر لالہ مری چرن کو ایذا اٹھانی پڑی تو انہیں لازم ہے کہ شکایت سے قطع نظر فرمائیں اور جابجا کے تیر چڑی جو اسکے باندھ آئیں۔ اگر بیت اللہ کے فرق مبارک میں تفرق اتصال پیدا ہوگیا اور نشان سر مقدس باعث انشقاق خاطر ہے تو دانشمندی کا مقتضا یہ ہے کہ اپنے گلاب کو دوسرے کا فعل ناشائستہ تصور کرکے تھوڑی دیر کے واسطے مصلے کی سنت بڑھادیں۔ یہ سر اور جوتا لکھول کے ضرب کے نشان اور مار کے داغ ملکی ناتے قسم کی بہادری ہے۔ ادسے بھی اس قسم کے اظہار شجاعت سے ڈاکو ہونے بھی ڈنڈا ہاتھ میں کیوں سے بیچے جاتے

ہیں اور جابجا بین خود شمار میں نظر آتے ہیں۔

میر صاحب مرحوم اپنا حال ایک شعر میں یوں بیان کرتے ہیں ؎

میں نے جو کہا تجھ بن کیا کیا الم گزرا
بولا کہ ارے تیرا رونے ہی جنم گزرا

ہم بھی ان سورماجیوں کا جو اتفاق کا جھاڑ جھوڑ رہے ہیں یہی حال دیکھتے ہیں دکھانے کے بعد روتے ہیں اور مارنے کے بعد بھی۔

کارواں سرائے اردو کا تازہ وارد مہمان "ذہنیت"

آجکل اخبار نویسوں نے یہ ایک تازہ لفظ گڑھ لیا ہے جس کے معنی صرف محل استعمال سے اٹکل پچو بنالیے جاتے ہیں۔ ہم نے عبارات کے سیاق سے جتنے معنے قیاس کیے ہیں لکھے دیتے ہیں مولفین لغات اس سے فائدہ اٹھائیں۔

(۱) مبنی ذہنیت رچکنائی یعنے روغن کا ذہنے کی مقدار۔ (۲) کیاوری (۳) حماقت (۴) بے ایمانی (۵) بدباطنی (۶) آؤٹ چانس (۷) جب اسکے قبل لفظ کی لفظ بڑھادی جائے تو صاف باطنی کھرا پن ایمانداری ہوشیاری۔ دیانت پاکبازی۔ موجد اول کی خادجیت کو متعدین باجالت ہمیشہ فروغ دیتے رہتے ہیں لہذا امید ہے کہ اب ادب لطیف کے آقایان کامل بھی اس تازہ مہلیت کو سر آنکھوں پر بٹھا کے میدان ادب میں ٹھیک اسی طرح رقص فرمائینگے جس طرح لیجاں کی تقریب میں صاحب خانہ سر پر صوب اور سوب پر پوریاں قیمہ رکے ناچتی ہے۔ لفظ تو موجود ہے لیجاں ضرور ہوگی۔

آنکھ مچی اور مال دوستوں کا

اگر کوئی شخص تمھارے پاس کوئی چیز امانت رکھوا دے تو دعا مانگو کہ وہ مرجائے یا بھول جائے جو کہیں ان آرزوؤں میں سے ایک بھی بر آئی تو سمجھو کہ دن پھرے اب وہ امانت تمھاری ہے جس سے اسپر

تصرف کرو۔ اس لیے کہ میت کے قرائض میں مرنے والے کے وارثوں کو امانت سے مطلع کرنا بھی تو سوچنا ہے کہ امانت کی یاد دہانی داخل نہیں ہے۔ اس بارے میں جس قانون داں کا جی چاہے ہم سے مناظرہ کرے۔ بھلا بتائیے تو سہی کون سا بنک ہے جو اس قسم کی کوڑیوں کے نوٹس سالانہ یا صدی میں ایک مرتبہ شائع کرتا ہے۔ خدا جھوٹ نہ بلائے سیکڑوں رقمیں ہر ایک بنک میں اسی طرح کی پڑی ہوئی ہیں۔ غیر بنک کو چھوڑئیے دیگر ہے کروڑوں کے پرامیسری نوٹ نادادا شدہ ہیں اور حکومت وقت نے کبھی ان کی تفصیل انکے نمبر انکے اصلی مالکوں کے نام مشتہر نہیں کیے والشد یہ آنکھ مچی اور مال دوستوں کا داخل نہیں تو اور کیا ہے۔ آجکل کے دستور کے مطابق اس میں مطلق خیانت کا شائبہ نہیں۔ صاحبو آخر ہم نے خلاف دیانت کون سی بات کی۔ خائن تو ہم جب کہے جاتے جب صاحب مال ہم سے اپنا مال طلب کرتا اور ہم نہ دیتے یا دینے میں حیل حجت کرتے۔ اب رہا یہ کہ اس صورت میں یہ امانت کا گنجھر رجسٹر میں یا غیر حساب کا دفتر وسیع ہوجائے گا تو یاد رہے صاحب مال کی غفلت یا اسکے وارثوں کی بے پروائی کے ذمہ دار ہم کیوں ہونے لگے۔ ہم بھی صاف صاف انشاءاللہ یہ کہہ دیں گے کہ امانت موجود ہے۔ سود غرما مردود ہے۔ آج تک ہمیں اس مال سے نفع اٹھانے کے باوجود ہم نے اسے محفوظ رکھا ہے جس کا مال ہے اسے حوالہ کردیجیے۔ کیا ہم انکار کرتے ہیں ؎

کھلے جو حشر کے دن نامہ عمل میرا
تو تنہ اتکا حق سے امیدوار ہوں میں
کہ سرنوشت ازل سے ملاکے دیکھ اسے
جو کچھ زیادہ و کم ہو گناہگار ہوں میں

المختصرات

المختصر یہ کہ خربوزے کو دیکھ کے خربوزے نے رنگ پکڑا یعنے بالشوکی خیالات نے چینیوں کے انگلستانی سرمایہ داران فرود گیتی کے دماغ میں بیش بہا خروج کردی چیمبر بالاکھر دوروں نے ہم موجود یا چیریا

موسم گرما کا تحفہ

دواخانہ معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ شربات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے افشردہ سے تیار کیے ہوئے شربت جو اپنے اثر میں بے نظیر صورت میں دلاویز، ذائقہ میں خوشبو، لطافت میں بے بدل ہیں، دل و دماغ کو فرحت قلب کو سکون و راحت آنکھوں کو خنکی و تراوٹ بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں۔ جلد طلب فرمائیے۔

شربت فالسہ	شربت بادام	شربت کیوڑہ	شربت بید مشک	شربت کیوڑہ	شربت انار ولایتی	شربت نعناع	شربت بہار
فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ
عرق بید مشک دہری	عرق کیوڑہ حیدرآبادی	شربت انگور	شربت انناس	شربت نارنج	شربت لیمو	شربت رنگترہ	
فی بوتل عار		فی بوتل عار	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ	فی بوتل عہ

روزانہ تجارت گراں حکمت سے مقولہ کو یاد رکھیے "ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے۔ فہرست مفت طلب فرمائیے۔ قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور ۱/ رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

معارف النغمات

یعنے وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ پوچھو تو گرہ لگائی اور ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذیر لکھ دینے کے قواعد سکھائے۔ ایک مشہور و معروف کتاب ہے اسکے حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی۔ اب اسی کتاب کا

حصہ دوم

شائع ہوا ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے اساتذہ فن کے علم سینہ کو علم سفینہ بنایا ہے یعنے تان سین کے عہد سے زمانہ حال تک جملہ اساتذہ فن کی گائکی اور ان کے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور خیال کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صد ہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ شروع سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدا سے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں ان کے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نازش آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ قیمت جلد اول للعہ قیمت جلد دوم صہ محصول ڈاک بہر حال بذمہ خریدار۔

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ